REGD No L 5254

297

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشآء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل

روزنامہ

لاہور

یوم سہ شنبہ

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”
ماہوار ۲ ۱/۲ ”
فی پرچہ ۱ آنہ

۱۸ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ

جلد ۳۹/۵ | ۲۷ امان ۱۳۳۰ ہش ۲۷ مارچ ۱۹۵۱ء | نمبر ۷۴

روس کا اقوام متحدہ کو انتباہ

اگر کسی نے منچوریا کی سرحد پر پیشقدمی کی تو روس جنگ کوریا میں کود پڑے گا

لیک سیکسس ۲۶ مارچ۔ خبر ملی ہے۔ کہ روس نے اقوام متحدہ کو خبردار کیا ہے۔ کہ اگر کسی نے یالو دریا کو پار کر کے منچوریا کی سرحد میں پیشقدمی کی تو روس جنگ کوریا میں کود پڑے گا۔

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۶ مارچ۔ نواب عبد اللہ خاں صاحب کی طبیعت شام کے وقت زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ ضعف پسینے اور گھبراہٹ رہتی ہے۔ احباب موصوف کو کامل صحت کے لئے دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مفتی اعظم فلسطین مظفر آباد میں

مظفر آباد ۲۶ مارچ۔ یہاں ایک اجتماع عام کو خطاب کرتے ہوئے مفتی اعظم الحاج امین الحسینی نے کہا۔ ساری اسلامی دنیا کی نگاہیں مسئلہ کشمیر اور کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی پر لگی ہوئی ہیں اور ساری دنیا دل سے کشمیر و فلسطین کو جلد از جلد آزاد دیکھنا چاہتی ہے۔ اس تقریب میں مفتی اعظم کو

بحیرہ روم اور ایشیا کا دفاع

لیک سیکسس ۲۶ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ استنبول میں امریکہ کے مشرق وسطیٰ میں متعین سفارتی افسروں کی کانفرنس میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی۔ کہ ایک سوویٹ مخالف علاقہ قائم کیا جائے۔ جو ایتھنز سے نئی دہلی تک ہوگا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایسے علاقہ میں ایسے ہوائی اڈے قائم کئے جائیں گے۔ جہاں سے بحیرہ روم اور ایشیا پر دفاعی پرواز کی جا سکے۔ بتایا گیا ہے۔ کہ اس وقت بھی مراکش میں پورٹ لیوٹی میں اور طرابلس و ظہران میں امریکہ کے فضائی مستقر ہیں۔ اور یونان میں ایسے متعدد اڈے بنائے جا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ترکی اور یونان معاہدہ اوقیانوس میں شرکت کے خواہاں ہیں۔ دوسری خبروں کے مطابق ترکی اور یونان پر حملہ کی صورت میں امریکی فضائیہ اور بحریہ ان ملکوں کی مدد کرے گا۔

دور و نزدیک سے

لاہور ۲۶ مارچ۔ حکومت پنجاب نے ہندوستان کے مجوزہ علاقوں (مشرقی پنجاب۔ دہلی۔ اجمیر مارواڑ۔ مشرقی پنجاب کی ریاستیں۔ بھرت پور۔ الور۔ بیکانیر۔ مدھیہ کی ریاستیں۔ راجستان یونین: سوراشٹر جے پور ریاست ہائے جودھپور۔ سہارن پور۔ ڈیرہ دون میرٹھ اور مظفر نگر) کے سرکاری مہاجر ملازموں کی بحالی کے لئے رہائشی مکانات کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں درخواستیں وصول کرنے کی میعاد بڑھا کر ۱۰ مارچ سے ۱۰ مئی کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

کراچی ۲۶ مارچ۔ کل سندھ کی نئی کابینہ کے ارکان نے حلف وفاداری اٹھایا۔ نئی کابینہ کے ارکان کے نام یہ ہیں۔ مسٹر محمد ایوب کھوڑو۔ قاضی فضل اللہ میر غلام علی خاں تالپور سید میراں محمد شاہ زین العابدین۔ مسٹر غلام نبی۔ در محمد پٹھان۔

سنگاپور ۲۶ مارچ۔ اشتراکی چین کی ڈاک پر سخت سنسر عائد ہونے کی وجہ سے سنگاپور کے چینیوں کو وہاں اپنی زمین جائیداد اور رشتہ داروں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں مل رہی ہے۔

ٹوکیو ۲۶ مارچ۔ قیاس کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان میں حکومت اشتراکی پارٹی پر پابندی عائد کر دیگی۔

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ کل لدھیانہ اور کانپور سے ہندوؤں اور سکھوں میں تصادم کی اطلاعوں کے مطابق دونوں شہروں میں چھ چھ آدمی زخمی ہو گئے۔ شہر کے بعض حصوں میں کرفیو لگا دیا گیا۔

نئی دہلی ۲۶ مارچ۔ جمعہ کو کلکتہ میں راہ چلتوں پر رنگ پھینکنے اور چھیڑ خانی کرنے کے جرم میں ۶۳۰ افراد گرفتار کر لئے گئے۔ جبلپور میں ایک دو سکھوں پر رنگ پھینکا گیا۔ دو آدمیوں کو چھرا بھی گھونپ دیا گیا۔

حکومت سندھ کا جاگیرداری ختم کرنیکا عزم

کراچی ۲۶ مارچ۔ سندھ کے نئے چیف منسٹر مسٹر محمد ایوب خاں کھوڑو نے اعلان کیا ہے۔ کہ میری حکومت موجودہ مجلس دستور ساز کی مدت ختم ہونے سے پہلے پہلے جو فروری ۱۹۵۲ء میں ختم ہو رہی ہے۔ صوبے سے جاگیرداری کو ختم کر دیگی۔ آپ نے کہا میری حکومت کاشتکاروں کے مصائب سے خوب آگاہ ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ تازہ لگان داری کا قانون بہت حد تک ہاریوں کی مشکلات کو ختم کر دیگا۔ آج سندھ اسمبلی نے عصمت فروشی کو صوبے بھر میں ختم کر دینے کا ایک بل پاس کیا۔

بریلی میں ہندو مسلم فساد

بریلی ۲۶ مارچ۔ کل یہاں اکبر گنج میں رنگ پھینکنے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ جس سے سات افراد ہلاک اور ۲۳ زخمی ہوئے۔ مسلمانوں کے متعدد مکانات کو نذر آتش بھی کر دیا گیا۔

جنگ کوریا

ٹوکیو ۲۶ مارچ۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں اتحادی فوجوں کے گشتی دستے کئی دفعہ ۳۸ درجہ عرض بلد کو عبور کر کے گھوم پھر آئے ہیں۔ مگر اتحادی فوجوں کے ٹینک بھی خط متوازی سے صرف ۲ میل پرے رہ گئے۔ پہلے یہ اطلاع آئی تھی۔ کہ چانگ یونگ کے نزدیک دو کمیونسٹ ڈویژنیں سخت مزاحمت کر رہی ہیں۔ کل ترکی دستوں نے بھی چیانگ ڈونگ کے شمال مغرب اور سیئول

پبلک سیفٹی ایکٹ سے متعلق تحریک تخفیف نامنظور

کراچی ۲۶ مارچ۔ آج پبلک سیفٹی ایکٹ کو منسوخ کرنے پر تحریک تخفیف کے سلسلے میں (جو بعد میں نامنظور ہو گئی) تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان مسٹر لیاقت علی خاں نے کہا۔ حکومت نے محض سیاسی اختلافات پر پبلک سیفٹی ایکٹ کے استعمال سے گریز کیا ہے۔ لیکن حکومت اس بات کا تہیہ کر چکی ہے۔ کہ اگر کسی شخص جماعت یا ادارے کی سرگرمیوں سے تحفظ و استحکام پاکستان پر کوئی حرف آتا دکھائی دیا۔ تو وہ اسے بے دریغ استعمال کرنے سے ہرگز گریز نہیں کرے گی۔ اور اس وقت گو ایسے ۱۶ نظر بند ہیں۔ تو کیا وہ ایسے ۱۶ ہزار آدمیوں کو گرفتار کرنے میں باک محسوس نہیں کرے گی۔ کیونکہ حکومت کے نزدیک تحفظ و استحکام پاکستان کو اول حیثیت اور افراد کی آزادی اور حفاظت کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ خواجہ شہاب الدین نے بتایا۔ کہ ایسے نظر بندوں کے معاملات پر نظر ثانی بھی ہوتی رہتی ہے۔ پچھلی دفعہ جب اس سلسلے میں سوال ہوا تھا۔ تو ایسے نظر بندوں کی تعداد ۲۶ تھی جواب ۱۶ ہے۔ آج اسمبلی نے ۳۵ کروڑ کی ۳ اور اہم مالی رقوم کی منظوری دی۔ جو سنٹرل ایکسائز نمک اور بحری ٹیکس کے متعلق تھیں۔

ہندوستان نے اینگلو امریکی قرارداد مسترد کر دی

آگرہ ۲۶ مارچ۔ ہندوستان نے مسئلہ کشمیر کے متعلق اینگلو امریکی ترمیم شدہ قرارداد کو بھی نامنظور کر دیا ہے۔ یہ قرارداد آج کل سلامتی کونسل کے زیر غور ہے۔ یہاں اس امر کا اظہار کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا۔ اس سے ہندوستان کے وقار کو صدمہ پہنچا ہے۔ میرے خیال میں برطانیہ اور امریکہ یا تو اس مسئلے کو سمجھے ہی نہیں۔ یا پھر ان دونوں ملکوں کے نمائندے دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا یہ ترمیم شدہ قرارداد بھی ہندوستان کے وقار کے خلاف ہے اور اس میں بھی قرارداد کے اصل مسودے کی طرح بدستور خامیاں موجود ہیں۔

مختلف پارٹیوں کے کامیاب امیدوار

لاہور ۲۷ مارچ۔ اس وقت تک ۱۳۲ امیدواران اسمبلی کو ڈالے جانے والے ووٹوں کی گنتی ہو چکی ہے۔ کامیاب امیدواروں کی پارٹی پوزیشن یہ ہے۔ مسلم لیگ ۱۰۵ - جناح عوامی مسلم لیگ ۱۴- آزاد پاکستان پارٹی ۱- جماعت اسلامی ۱- انڈیپنڈنٹ ایک - پاکستانی مسیحی ۲ -

جنرل حجازی کو ہلاک کرنے کی سازش پکڑی گئی

طہران ۲۶ مارچ۔ آج ایران کے ملٹری گورنر جنرل حجازی کو ہلاک کرنے کی سازش پکڑی گئی۔ جبکہ چار آدمی طہران پولیس ہیڈ کوارٹر کے قریب گرفتار کر لئے گئے۔ یہ چاروں کٹر مذہبی جماعت فدایان اسلام کے رکن ہیں۔ انہوں نے تفتیش پر بتایا۔ کہ وہ چاروں جنرل حجازی کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ ان سے پستول برآمد ہوئے

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اسسٹنٹ ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی۔

ربوہ کی مقدس وادی میں جماعت احمدیہ کی بتیسویں مجلس مشاورت

دوسرے دن کی کاروائی

(اسٹاف رپورٹر سے)

پہلا اجلاس

مشاورت کے دوسرے دن یعنی ۲۴ر مارچ کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے پر گیارہ بجے صبح کے قریب پہلے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ دردِ نقرس کی شدید تکلیف کے باعث موٹر سے اترنے کے بعد حضور رکلیجز کا سہارا لیتے ہوئے اسٹیج پر تشریف لائے۔ حضور کے مسند آرا ہونے پر تلاوت قرآن مجید سے اجلاس کی کاروائی کا آغاز کیا گیا۔ جو حسب معمول مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے کی۔

دعا کی اہمیت

تلاوت کے بعد حضور نے بیٹھ کر ہی احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اصل کاروائی شروع کرنے سے پہلے احباب دعا فرمالیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض دوست دعا کی اہمیت کو وہ درجہ نہیں دیتے جو در اصل انہیں دینا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ روحانی سلسلے خدائی نصرت کے ساتھ ہی چلتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کو بھی دنیوی سامانوں سے کام لینا پڑتا ہے۔ اور اسباب و علل .... کی قیود سے وہ بھی آزاد نہیں ہوتے لیکن وہ تمام دنیوی سامان اور وہ اسباب و علل خدائی منشاء اور اُس کے فضل کے تحت ظاہر ہو کر الٰہی جماعتوں کی کامیابی کا موجب بنتے ہیں۔ بسا اوقات دنیا کے بندے ظاہری سامانوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نصرت طلب کرنے کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مذہب اسباب و علل سے متعلق قوانین قدرت کے اٹل ہونے کو تسلیم کرتے ہوئے ایسے لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ سامان جن پر تم بھروسہ کرتے ہو اور یہ اسباب و علل جن کی طرف رہ رہ کر تمہاری نگاہیں اٹھتی ہیں۔ خود خدا تعالیٰ کے ہی پیدا کردہ ہیں ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لئے اُس سے استمداد ضروری ہے۔ خدائی نصرت کے تحت سامانوں کا مہیا ہو جانا اور پھر ان سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کی توفیق ملنا ہی معجزہ کہلاتا ہے۔ قانون قدرت کے اٹل ہونے سے دعا کی ضرورت یا معجزہ کی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا۔ پس ہماری جماعت کو دعاؤں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ محض رسمی طور پر دعا مانگنا بے معنی ہے۔ ضروری ہے کہ دعا کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی جائے۔

تقدیرِ خاص

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ دعاؤں کی اہمیت کو قائم کرنا ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارا سلسلہ دیگر آسمانی سلسلوں کی طرح خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص کے نتیجے میں قائم ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر عام اور تقدیر خاص میں بہت فرق ہے۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے کہ بعض اوقات زمین میں بغیر کسی اہتمام کے بیج بکھیر دیئے جاتے ہیں اور وہ کچھ عرصہ بعد خود بخود اگ آتے ہیں۔ لیکن باغ وغیرہ لگانے میں بڑی مشقت اٹھائی جاتی ہے اور قدم قدم پر خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس مشقت اور اہتمام کا نتیجہ اول الذکر کی نسبت زیادہ نمایاں اور شاندار طریق پر ظاہر ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں تقدیر عام کا پہلو بھی دعا سے خالی نہیں ہے۔ تو پھر تقدیر خاص میں اسکی اہمیت اور ضرورت کیوں نہ مسلّم ہو وہ جماعت جو قائم ہی تقدیر خاص کے نتیجے میں ہوئی ہو اس پر خدا تعالیٰ کی خاص نظر ہوتی ہے اس کی دعا رائیگاں نہیں جاتی۔ وہ ضرور رنگ لاتی ہے اس کے افراد دعا ہی وہ مانگتے ہیں جو خدا تعالیٰ ان سے منگوانا چاہتا ہے۔ گویا خدائی تقدیر اور بندوں کی دلی خواہش مل جاتی ہے۔ اسی کا نام قبولیت ہے دعا کی قبولیت کا وقت وہی ہوتا ہے کہ جب خدا کے فضل کی بارش اور بندوں کے آنسوؤں کا پانی آپس میں مل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات سینکڑوں گھنٹوں کے آنسو وہ کام نہیں کرتے جو آن واحد میں دل سے نکلی ہوئی دعا کر جاتی ہے —— ان ارشادات کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا تازہ کلام!

خطاب بہ مسلمانانِ ہند

اے بے یاروں کے یار نگاہ لطف غریب مسلماں پر
اس بے چارے کا ہندوستاں میں اب کوئی بھی یار نہیں

اے ہند کے مسلم صبر بھی کر ہمت بھی کر شکوہ بھی کر
فریادیں گو الفاظ ہی ہیں پر پھر بھی وہ بے کار نہیں

ہر ظلم بھی سہہ ہر بات بھی سن پر دین کا دامن تھامے رہ
غدار نہ بن بزدل بھی نہ بن یہ مومن کا کردار نہیں

تو ہندوستان میں روتا ہے میں پاکستان میں کڑھتا ہوں
ہے میرا دل بھی زار فقط تیرا ہی حالِ زار نہیں

آ گر جائیں ہم سجدہ میں اور سجدوں کو تر کر دیں
اللہ کے در پر سر پٹکیں جس سا کوئی دربار نہیں

تعمیل فیصلہ جات

دعا کے بعد ناظر اعلیٰ جناب مرزا عزیز احمد صاحب نے "رپورٹ تعمیل فیصلہ جات سال گزشتہ" پڑھ کر سنائی جس میں تیاری بجٹ، سیلاب کی وجہ سے چندوں میں کمی اور تالیف و تصنیف کے سلسلے میں صدر انجمن احمدیہ کی مساعی پر بھی روشنی ڈالی اس ضمن میں نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بجٹ بہرصورت میعاد مقررہ کے اندر اندر تیار ہو جانا چاہیئے اس سال بھی بجٹ وقت پر شائع نہ ہو سکنے کی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن جب تک ان وجوہات پر قابو نہیں پایا جائیگا۔ اس وقت تک بجٹ میعاد مقررہ کے اندر کبھی شائع نہ ہو سکے گا۔ کوشش کی جائے کہ آئندہ ایسی وجوہات پیدا نہ ہوں کہ جن کے نتیجے میں پھر اسی شکایت سے دوچار ہونا پڑے۔ گزشتہ سیلابوں کے باعث چندوں میں کمی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آئندہ بجٹ میں شہری اور دیہاتی جماعتوں کی آمد علیحدہ علیحدہ دکھائی جایا کرے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ کن جماعتوں کی طرف سے وصولی کم ہوئی ہے۔ اور اس کی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں۔ موجودہ بجٹ سے یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ سیلاب کے باعث دیہاتی جماعتوں کی طرف سے خاطر خواہ وصولی نہیں ہو سکی۔ حضور نے بجٹ میں قرضہ جات وغیرہ کی صحیح پوزیشن دکھانے کی اس سال بھی ہدایت فرمائی۔

"سلطان القلم"

دوران تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تالیف و تصنیف کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا تالیف و تصنیف کا محکمہ سب سے اہم ہے لیکن صدر انجمن میں یہی محکمہ سب سے کمزور ہے اگر دیکھا جائے تو لوگوں تک اپنے خیالات پہونچانے کا سب سے مؤثر ذریعہ تصنیف ہی ہے۔ ایک تبلیغی جماعت جس کا کام ہی دوسروں کو حق کی طرف بلانا ہو تالیف و تصنیف کی اہمیت کو کسی صورت بھی نظر انداز نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "سلطان القلم" قرار دیا ہے۔ اس خدائی اعزاز میں ہمارے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ کیا کوئی بادشاہ بغیر رعایا کے بھی ہوتا ہے۔ سلطان القلم کا مطلب تو یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری جماعت میں کثرت سے اہل قلم پیدا ہوں۔ جو اپنی تصانیف کے ذریعہ عملاً اس بات کا اعلان کرتے رہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "سلطان القلم" ہیں۔ اس خدائی اعزاز میں ایک بہت بڑا اشارہ تھا۔ جسے جماعت کے دوستوں نے نہیں سمجھا۔ وہ اشارہ یہ تھا کہ مسیح محمدی کی جماعت کو تصنیف کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

(باقی صٹ پر دیکھو)

روزنامہ الفضل لاہور
۲۷ مارچ ۱۹۵۱ء

عقیدہ آمد ثانیہ

جناب محمد بخش صاحب مسلم بی اے نے روزنامہ زمیندار ۲۰ مارچ ۱۹۵۱ء میں "عبد اللہ بن سبا" کے حالات پر ایک مضمون شائع کروایا ہے۔ عبد اللہ بن سبا یمن کا ایک عالم یہودی تھا۔ جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا۔ خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں جو فتنے اٹھے عبد اللہ بن سبا ہی ان کی روح رواں تھا وہ ایک بہت بڑا منافق اور مفتن تھا۔ خود حضرت عثمان رض کی شہادت بھی اسی کی سازشی تدابیر کا نتیجہ تھا وہ ہر وقت مسلمانوں میں نفاق ڈالنے کی تجاویز سوچتا رہتا تھا۔ جناب مسلم صاحب بی اے نے اس حقیقت کو واضح کرنے کیلئے یہ مضمون تحریر فرمایا ہے۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ آپ نے چلتے چلتے ناحق احمدیت پر بھی چوٹ کر دی۔ جو احمدیت پر سراسر بہتان ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

عبد اللہ بن سبا نے تاڑ لیا کہ اسلامی سلطنت کو زوال اسی صورت میں آسکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی وحدت و یگانگت نشدت و مخاصمت انتبدیل ہو جائے۔ ان کا شیرازہ بکھر جائے۔ لہذا اس نے انہیں انتشار ذہنی خلفشار فکری اور اختلال سیاسی میں مبتلا کرنے کی ٹھانی۔ اس نے کہا

"ترسایان مے گویند کہ عیسےٰ بدیں
جہاں باز آید۔ و دین خویش را نصرت
کند مسلمانان چرا نمے گویند کہ محمدؐ نیز باز آید"

عیسائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ اس جہان میں دوبارہ آئیں گے۔ وہ اپنے دین کی مدد کریں گے۔ مسلمان کیوں نہیں کہتے۔ کہ آنحضرتؐ بھی دوبارہ تشریف فرما ہوں گے" عبد اللہ ابن سبا کا منشا یہ نہیں تھا۔ کہ مسلمان مسیح کی آمد ثانی کا انکار کریں۔ بلکہ مدعا یہ تھا کہ مسلمان بھی آنحضرتؐ کی بعثت ثانیہ کا دعوےٰ کریں۔

مقام مسرت ہے۔ کہ مسلمان اس نام نہاد مسلمان کے اس دام فریب سے کافی عرصہ تک بچے رہے۔ دریغ ہے کہ آخرکار ان کا ایک گروہ انیسویں صدی عیسوی میں اس کا شکار ہو گیا۔ اور انہوں نے نقل کفر کفر نباشد پہ عمداً بلند کی۔

محمدؐ آ گئے ہیں قادیان میں
اور ہیں آگے سے بڑھکر اپنی شاں میں

اس گروہ نے آنحضرت کی بعثت ثانیہ سے انکار کرنے والے کروڑوں مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ اور اپنے وقت کے مسلمانوں کو ذہنی انتشار میں مبتلا کیا۔

عبد اللہ بن سبا نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی کہنا چاہیئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں دوبارہ آئیں گے۔ اب عیسائیوں کا اور ان کے تتبع میں بعض مسلمانوں کا بھی یہ اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بجسد عنصری آسمان پر صعود فرما ہو گئے۔ اور آخری زمانہ میں وہی حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنی پہلی روح اور پہلے ہی جسد عنصری کے ساتھ زمین پر نازل ہوں گے۔ جناب مسلم صاحب بی اے کو شاید معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اعتقاد کی پر زور تردید فرمائی ہے۔ اور قرآن کریم اور احادیث سے نہ صرف یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام طبعی موت سے وفات پا گئے تھے۔ بلکہ یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ دنیا میں ہی مرتا ہے اور جو ایک دفعہ مر جاتا ہے۔ پھر دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔

غور طلب امر ہے کہ جو شخص ان اصولوں کا قائل ہو۔ جس شخص کا اعتقاد ہو کہ ہر انسان جو پیدا ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کے قانون تکوینی کے مطابق عمر طبعی کو پہونچ کر ضرور فوت ہو جاتا ہے۔ اور جو فوت ہو جاتا ہے دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ شخص یہ اعتقاد کس طرح رکھ سکتا ہے کہ وہی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن کی وفات مسلّمہ ہے۔ پھر زندہ ہو کر اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اسی طرح جس طرح عیسائی سمجھتے ہیں کہ وہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور خدا تعالےٰ کے داہنے ہاتھ جا بیٹھے اور پھر آخری زمانہ میں اسی جسد عنصری کے ساتھ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ایسا غلط اعتقاد تو صرف وہی لوگ رکھ سکتے ہیں۔ جو عیسائیوں کی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے صعود و نزول پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ احمدیت تو ایسے اعتقاد کو دھکے دیتی ہے

پھر یہ بھی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا ان کی جماعت اسبات کی قائل ہو کہ کسی گذرے ہوئے انسان کی روح دنیا میں دوبارہ آسکتی ہے اور نیا جسم اختیار کر سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف تناسخ کے ہی قائل نہیں بلکہ آپ نے آریوں کے مقابلہ میں اس مسئلہ کی نہایت پر زور تردید فرمائی ہے۔ اسلئے جناب مسلم صاحب بی کو علم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عقیدۂ نزول اور عقیدۂ حلول دونوں کے سخت مخالف ہیں۔ اور ان کی جماعت کسی انسان کے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ جو زمین پر پیدا ہو کر فوت ہو چکا ہے۔ نہ تو بجسد عنصری اور نہ خالی روح کے ساتھ زمین پر دوبارہ لوٹنے کی قائل ہے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوٰے کی بنیاد ہی اس حقیقت پر ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور اب وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ اسبات کے قائل ہیں کہ اب اس کا صرف مثیل آئے گا۔ ظاہر ہے کہ جب کہا جائے کہ فلاں فلاں کا مثیل ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کا وہ مثیل ہے۔ اس کا وجود اس کے اپنے وجود سے علیحدہ ہے۔ جس طرح آپ روزانہ کہتے ہیں کہ فلاں لڑکے میں اسکے باپ کی تمام خوبو ہے اسی طرح کہا جاتا ہے کہ فلاں کا فلاں مثیل ہے یعنی اس میں فلاں کی خوبو ہے۔ اسکے یہ بھی معنی نہیں ہوتے کہ جس کی خوبو کی مثال دی جاتی ہے اسکی خوبو اس سے علیحدہ کر کے دوسرے کو دی جاتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ زید شیر ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ شیر کی صفات اتار کر زید کے حوالے کر دی گئی ہیں بلکہ اس کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ ویسی ہی بعض صفات مثلاً شجاعت وغیرہ رکھتا ہے۔ جیسی کہ شیر رکھتا ہے۔ شیر کی اپنی صفات اسکے ساتھ ہی رہتی ہیں

عیسائی اور ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق اس طرح نہیں مانتے اور عبد اللہ بن سبا نے جب یہ کہا تھا کہ جس طرح عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی کہنا چاہیئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تو اس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان بھی یہ اعتقاد اختیار کر لیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اصل فوت نہیں ہوئے یا کم از کم یہ کہ وہ دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آئیں گے۔

ظاہر ہے کہ جناب مسلم صاحب بی اے کے نزدیک بھی یہ اعتقاد غیر اسلامی ہے۔ لیکن کتنی حیرت ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق وہی اعتقاد رکھا جائے تو اسکو تو وہ فتنہ خیال فرماتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق رکھا جائے تو اسکو فتنہ نہیں سمجھتے اور خود اسی حضرت عیسےٰؑ کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں

عبد اللہ ابن سبا واقعی اسلام میں فتنہ اٹھانا چاہتا تھا۔ وہ دل میں پکا یہودی تھا اور عیسائیت کا بھی ویسا ہی دشمن تھا جیسا کہ اسلام کا۔ اسلئے وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا خدا تو کیا نبی اللہ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ بلکہ آپ کو سراسر جھوٹا اور مفتری سمجھتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ مسلمانوں میں عیسائیوں کا غلط عقیدہ صعود و حلول دخل پاتا جا رہا ہے یا کم از کم یہ کہ بعض مسلمان سمجھنے لگے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کا اعتقاد کہ وہ زندہ آسمان پر چڑھ گئے اور دوبارہ تشریف لائیں گے۔ یہ عیسائیت کے پاس اسلام کے خلاف ایک بڑا ہتھیار ہے۔ جس کا جواب وہ نہیں دے سکتے اس لئے اس نے اسلام میں فتنہ اٹھانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا اور کہا کہ مسلمانوں کو بھی کہنا چاہیئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ آئیں گے اور مسلمان یہ سمجھ کر کہ یہ اچھا جواب ہے۔ اس عقیدہ کو اختیار کر لیں گے اور اس طرح اسلام کو مسخ کر دیں گے یہ خیال اسکو اس وقت کے بعض ایسے نو مسلموں کی کمزوری سے ہی پیدا ہوا ہو گا۔ جو عیسائیوں میں سے آئے تھے اور وہ ہو بہو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا عقیدہ بھی ساتھ لے آئے تھے

بیشک یہ درست ہے کہ عبد اللہ بن سبا کا یہ وار نہ چلا اور مسلمان اس فتنہ سے بچے رہے اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ قیامت تک بچے رہیں گے۔ مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جناب مسلم صاحب بی اے نے ناحق احمدیوں پر یہ الزام لگا کر کہ وہ عبد اللہ بن سبا کے خیال کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دوبارہ بعثت کے اسی طرح قائل ہیں۔ جس طرح عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے قائل ہیں۔ اسلام میں وہی فتنہ اٹھانا چاہا ہے جو ابن سبا اٹھوں چاہتا تھا۔ احمدیت پر یہ سراسر بہتان ہے کوئی احمدی یہ اعتقاد رکھ کر کہ وہی حضرت محمد رسول اللہ

بقیہ صفحہ ۸ پر

سوویٹ روس کی عائلی زندگی

جہاں محبت کے معاملے میں نوجوان چند خاص اصول رکھتے ہیں اور ان سب اصولوں میں یہ بات کارفرما ہوتی ہے کہ جس قدر زیادہ تم حد کو پہنچو گے اسی قدر اچھے اشتراکی بنو گے

از قدوسی

(۴)

اشتراکی معاشرہ اور اخلاق

اشتراکی معاشرہ میں اخلاق کو کیا مقام حاصل ہے اس کا ذکر ایک روسی مصنف اپنے ناول "سینگ" میں ان الفاظ میں کرتا ہے:-

"شراب خوری اور زنا کوئی قابل شرم چیز نہیں۔ محبت کرنا۔ خوب پینا اور عورتوں کا تعاقب کرنا شیوۂ مردانگی ہے یہ ایک فطری چیز ہے اور ایک فطری چیز گناہ کیونکر ہو سکتی ہے"۔

اخلاقی تصورات کے متعلق خود لینن کے نظریئے کی ایک جھلک اُس کے اِن الفاظ میں صاف دکھائی دے رہی ہے۔

"جس طبقہ کو اب تک لوٹا جا رہا ہے وہ جب اپنے دشمنوں کے خلاف جدوجہد کرے گا تو ایسی جدوجہد میں جھوٹ اور مکر و فریب کے ہتھیاروں کا استعمال ناگزیر ہوگا"۔

اشتراکیت کا انقلاب دراصل قتل و غارت گری کا انقلاب ہے۔ وہ اپنے حامیوں کو بے دریغ قتل و غارت کی اجازت دیتا ہے۔ وہ اپنی حکومت کی بنیادیں انسانوں کی لاشوں پر اٹھانے کا قائل ہے۔

آزاد محبت

ذرا اور غور سے دیکھئے گا تو معلوم ہوگا کہ روس کے نظام معاشرت کی بنیاد "آزاد محبت" کے اصول پر ہے جس کے تحت روس کا ایک ہوسناک انسان بلا روک ٹوک اپنی ہر قسم کی حیوانی خواہشات کو پورا کر سکتا ہے۔ ایک ممتاز روسی سائنسدان "اینیم نامی ہو" نے اپنی کتاب میں نہایت واشگاف الفاظ میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ:-

"مزدوروں میں جنسی انار کی عام ہو گئی ہے۔ وہ شہوانیت کے اس طوفان عظیم کو جو اشتراکی معاشرے کے ہر چھوٹے بڑے طبقے پر چھایا ہوا ہے سخت تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور متنبہ کرتا ہے کہ یہ غیر معمولی صورت حال اک نہ اک دن اشتراکی نظام کو تباہ کر کے رکھ دے گی"۔

اور مشہور اشتراکی روزنامہ "پروادا" کے ایک مقالے کے مطابق تو:-

"محبت کے معاملے میں روسی نوجوان چند خاص اصول رکھتے ہیں اور ان سب اصولوں میں یہ بات کارفرما ہوتی ہے۔ کہ جس قدر زیادہ تم حد کو پہنچو گے اسی قدر اچھے اشتراکی بنو گے"۔

کیا یہ عفت و عصمت کی تذلیل و تحقیر نہیں کہ لیسبر فیکلٹی کا ہر ممبر ہر طالب علم خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے اصول متعارفہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب اُس کے نوجوان ساتھیوں میں سے کسی کی نگاہ انتخاب اُس پر پڑے تو وہ بلا حیل و حجت اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے۔

پھر بھی یہ بس نہیں اشتراکی نظام کے ایک ممتاز رکن "مادام سیمیو ڈورش" کے قول کے مطابق:-

"نوجوان اشتراکیوں کے نظام میں افریقی راہبی منانے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ جن میں بکثرت لڑکیوں کی زندگیاں خراب کر دی جاتی ہیں"۔

بلکہ کارل مارکس" اور "اینجلز" کی تحریروں کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے نزدیک بھائی بہن کے درمیان ازدواجی تعلقات کا قائم ہو جانا بھی کوئی عیب نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مارکسیت کے تحت ضابطہ تعزیرات مرتب کرنے کا مرحلہ آیا تو مختلف ماہرین طب و نفسیات نے بھی فتویٰ دیا تھا کہ:-

"یہ نہ تو صحت عامہ کے لئے ضرررساں ہے اور نہ آئندہ نسلوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روسی قانون تعزیرات میں اس قسم کا ازدواج کوئی جرم نہیں ہے۔

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے

مذہب کا تصور

مارکس اور اینجلز نے اپنی تمام تحریروں کی بنیاد انکارِ خدا کے بارے میں غیر مصالحانہ اور مثبت پالیسی پر رکھی تھی۔ بلکہ خود لینن نے بھی اپنا سارا زور انکارِ خدا یا مابعد الطبعی طاقت کے اظہار کے انکار پر صرف کیا۔ وہ ساری عمر اسی بات پر زور دیتا رہا کہ انسان کی ہر ضرورت کا حل سائنس کی دسترس میں ہے۔ سائنس میں بہتر سے بہتر اصول حیات موجود ہیں۔ لہٰذا کسی غیر انسانی غیبی طاقت کی رہنمائی کی ضرورت ہی نہیں۔ ابدی زندگی کا تخیل سرے سے ہی غلط ہے اور معجزات و کرامات کی حقیقت ہرگز ڈھکوسلے سے زیادہ نہیں ہے۔ بس یہ زندگی ہی درحقیقت اصل زندگی ہے۔

لینن کے انکارِ خدا۔ انکار وحی اور انکارِ آخرت کے مسائل پر ذرہ بھر بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ وہ مذہب کو مجموعہ اوہام سے ہرگز کچھ زیادہ کہنے اور سمجھنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا۔ اس کے خیال میں مذہب آدمی کو صرف جادو اور ٹونے ٹوٹکے کی دعوت دیتا ہے اور دماغوں کے لئے افیون کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ اسی نظریئے کی بنیاد پر اکتوبر ۱۹۱۷ء میں سب سے پہلے سوویٹ روس کے تمام مدارس میں مذہبی تعلیم یک قلم بند کر دی گئی تھی اور نصاب تعلیم میں اشتراکیت پر ایمان۔ انکارِ خدا۔ خدا کی مقرر کردہ اخلاقی اقدار میں تبدیلی سے متعلقہ باب بڑھا دیئے گئے۔ عبادت گاہوں پر سختی روا رکھی گئی۔ خانقاہوں اور عبادت گاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے اور مذہبی قسم کے لوگوں کی ایک ان گنت تعداد موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ اس کے بعد ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۲ء تک لینن کے اس خدا ناشناس مذہب کی تبلیغ کے لئے مذہب کے علمبرداروں کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا۔ ان کی بے عزتیوں، رسوائیوں اور زیادتیوں کا جو خونی ڈرامہ کھیلا گیا اس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ یہ اسی جبر کا اثر تھا کہ لوگ طوعاً یا کرہاً مذہب سے کنارہ کش ہو گئے اور بہتیرے سہم کر خوف زدہ سے ہو گئے۔

لینن کے مذہب کی تبلیغ

اوّل اوّل انفرادی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ اپنے ہم خیال لوگوں کو سوسائٹیوں اور گروہوں میں منظم کیا گیا۔ ۱۹۲۲ء کے آخر میں ایک ہفتہ وار اخبار "منکرِ خدا" نامی جاری کیا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں لینن کے مذہب کے مستعد اور پُر جوش حامیوں کی ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں بے دینی پھیلانے کے لئے تنظیم و توافق کے ساتھ مقالے لکھنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں ایک "انجمن مجاہدین لاالحاد" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور اب تو روس بھر میں اس انجمن کی ایک لاکھ کے قریب شاخیں موجود ہیں۔

مقبولیت کے عام اسباب

ایک عام پڑھنے والے کو یہ دیکھ کر حیرانی ہوگی کہ ان گندگیوں اور تعفن کے باوجود کمیونزم دن بدن مقبول کیوں ہو رہا ہے۔ اور جب پھول اور کانٹے۔ ظلم اور انصاف۔ بھلائی اور برائی روزِ اول ہی سے ایک ساتھ چلے آ رہے ہیں تو پھر آج سرمایہ داری کی دست درازیاں اور جاگیردارانہ نظام کی ستم رانیاں زیادہ کیوں چبھ رہی ہیں۔ میرے نزدیک اس کی کئی ایک وجوہ ہیں جن میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے تعفن کو پوری طرح ننگا نہیں کیا گیا۔ اس پر کچھ تو احتساب کی دبیز تہیں خود اشتراکی حکام ہی نے ڈال رکھی ہیں اور کچھ ہمارے اجارہ داران اشاعت دین اسلام نے ڈال رکھی ہیں۔ وہ نہ خود اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور نہ دوسروں ہی کو ترغیب دیتے ہیں اور ستم یہ ہے اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے نظام۔ اس کے اصول حیات اور اس کے تمدنی و معاشرتی نظام کو اس کی اصل حالت میں پیش کرنے کی بجائے اُسے خالص ایک چھلاوہ یا معجزہ پیش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کمیونزم ایک ہیجان ہے ایک عملی ہیجان ایک پریکٹیکل اضطراب۔ اس کا توڑ کوئی عملی اقدام ہی ہو سکتا ہے نہ کہ محض تھیوری۔ بھوک انسانیت کے لئے ایک ظلم ہے۔ لیکن اس کا علاج نہ تو مظلوم کو ظالم کا مقام دینے سے ہو سکتا ہے اور نہ محض کوئی آیت یا حدیث نبوی سنا دینے سے۔ دکھ ہے تو یہی۔ ایک نظام بھوکوں کو دوسروں سے چھین کر پیٹ بھر لینے کی تلقین کرتا ہے اور دوسرا صرف تعرفھم بسیماھم کے الفاظ سنا کر ہی اُن کی اشتہا کو ختم سمجھ لیتا ہے۔

ایک عالم بے عمل اسٹیج پر تو انتہائی بانکپن کے ساتھ یہ فرما دیتا ہے کہ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی اس کی مزدوری دینی چاہئے۔ اور گو سیّد ولدِ آدم حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسی پر عمل تھا۔ لیکن وہ خود کبھی بروقت مزدور کو مزدوری نہیں دے گا۔ اور اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے کہ ایک بھوکے اور غریب آدمی پر اس کے پیچھے پیچھے پھرنا بھی فرض ہے۔

اسلام کی تعلیم آسمانی ہدایات سے معمور ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے اسلام کے ٹھیکیدار اسے اب [illegible] لئے ہی سمجھتے ہیں کہ وہ زمینی آدمیوں کے سب سے بالا تر ہے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

"احراری امیر شریعت" اور نظامِ اشتراکیت

(از احمد ہمدانی صاحب)

آج کمیونزم کا ہیبت ناک عفریت منہ کھولے دنیا کو اپنے خوفناک دانت دکھلا رہا ہے۔ اور ہر جماعت سے تعلق رکھنے والا یہ آدمی اس سے خوفزدہ ہے۔ سرمایہ دار تو اس سے اس لئے ڈر رہے ہیں۔ کہ کمیونزم کا بنیادی اصل ہی یہی ہے۔ کہ سرمایہ داروں کو پھانسی کے تختے پر لٹکا کر ان کی تمام دولت پر قبضہ کر لیا جائے اور ان کی تمام جائداد ضبط کر کے ملک میں اپنا نظام جاری کر لیا جائے۔

اس کے بعد مذہبی افراد ہیں۔ وہ اس سے اس لئے خوف کھا رہے ہیں۔ کہ کمیونزم مذہب کے خلاف ہے۔ بلکہ اس کے بانی مارکس اور لینن مذہب کو جو دو حاشیت کا حامل ہوتا ہے۔ افیون سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور پھر ان کا کہنا ہے کہ انہیں دنیا میں نظامِ اشتراکیت جاری کرنے کے لئے مذہب کو نیست و نابود کرنا ہوگا۔ اور مذہب کا خیال لوگوں کے دلوں سے محو کر دینا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ پکے دہریے بن جائیں۔ اس کا ثبوت اس سے مل سکتا ہے۔ کہ روس میں جتنی بھی مسلمان ریاستیں ہیں۔ ان میں اسلام کو مٹا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور مذہبی لوگوں پر طرح طرح کی پابندیاں لگا دی گئی ہیں۔ اور اگر ان کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی بھی جرأت کرے۔ تو اس کو تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں جب روس نے ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحب (بابائے اردو) کو روس میں تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ تو مولوی صاحب نے اس کے جواب میں کہا تھا۔ کہ انہیں روسی مسلمان ریاستوں کے دیکھنے کا بھی موقعہ دیا جائے تاکہ وہ معلوم کر سکیں۔ کہ کمیونسٹ مسلمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں۔ اور کس طریقہ سے پیش آ رہے ہیں؟ لیکن روس نے مولوی صاحب کو اس کی اجازت نہ دی۔ اور وہ وہاں نہ جا سکے کیونکہ اس اجازت سے تو بھانڈا چورا ہے میں پھوٹتا تھا۔ اور پھر یہ بھی اخبارات میں آ چکا ہے کہ چین کے ہزاروں مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے ہیں۔ جن کی حالت نہایت خستہ ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس صورت حال کے ہوتے ہوئے مذہبی افراد کا خوف کھانا درست ہے۔ اور انہیں اشتراکیت کی رو کو ہر ممکن اور جائز طریقہ سے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بلکہ وہ کوشش کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا نام لیتا ہوں۔ آپ نے اشتراکیت کے رد میں کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ اور اس کے مقابلے میں اسلامی نظام کو پیش کیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اور ہر پہلو سے مکمل ہے۔

دنیا کے جس مسلمان کو دیکھو وہ اس عفریت کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مگر مجلس احرار کے "امیر شریعت" کے چند نظریات جو انہوں نے ایک سوال کے جواب میں بیان فرمائے تھے قارئین کے سامنے رکھتا ہوں۔ تاکہ لوگ جان سکیں کہ احرار اول سے میں جو لوگ اپنے آپ کو "علماء کرام" کہتے ہیں۔ ان کا اشتراکیت کے متعلق کیا نظریہ ہے۔

مولوی بخاری صاحب کا یہ بیان ۹۔ دسمبر ۴۹ء کے آزاد میں چھپا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"کمیونزم ایک عملی دعوت ہے۔ اس کا جواب عمل ہے۔ اس کے خلاف تقریر کی ضرورت نہیں۔ کمیونزم کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ عملی زندگی کا ایک شاہکار ہے۔ کمیونزم کی اسلام سے جنگ نہیں۔ بلکہ اس کی ٹکر امپیریلزم سے ہے۔ پس کفر کفر سے لڑ رہا ہے۔ اسلام سے اس کا کیا مقابلہ؟"

اول تو یہ عبارت پڑھتے ہی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور کچھ لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ اگر کچھ کہا بھی جائے۔ تو اس کے جواب میں صرف سبحان اللہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ کہتے ہیں۔

"کمیونزم ایک عملی دعوت ہے۔ اس کا جواب عمل ہے۔ اس کے خلاف تقریر کی ضرورت نہیں"

جانے بخاری صاحب نے یہ کیسے خیال کیا۔ کہ یہ ایک عملی دعوت ہے۔ اور اس کا جواب عمل ہے۔ بھلا دنیا کا ایک مادی نظام عمل کی طرف بلا کس طرح سکتا ہے؟ ایک کھلا نظام جو کسی مادی مفکر۔ یا ایک دہریئے عالم کی دماغی کاوش کا نتیجہ ہو۔ کس طرح عمل کی دعوت دے سکتا ہے؟۔ ہو سکتا ہے احراریوں کے امیر شریعت کو یہ بھی معلوم نہ ہو۔ کہ کمیونزم کے اصول کونسے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یہ جانتے تو ہرگز ہرگز یہ الفاظ نہ کہتے۔ بخاری صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عمل صرف جسمانی طور پر کام کرنے کا نام نہیں صرف جسمانی مشقت کا نام نہیں۔ بلکہ عمل میں دماغی محنت اور ذہنی کاوش بھی شامل ہوتی ہے۔ کمیونزم کے اصولوں میں سے یہ بھی ایک اصول ہے۔ کہ ہر اس شخص کو روٹی نہیں مل سکتی۔ جو جسمانی مشقت کا کام نہیں کرتا۔ اور اس طرح تو دماغی قوتوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ سب کچھ جسم کو سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اور دماغ کا خیال تک چھوڑ دیتے ہیں۔ اور خاص کر مذہبی آدمی تو اس کی ضرور مخالفت کرے گا۔ کیونکہ دین کے پھیلانے کے لئے کتاب تصنیف کرنا۔ یا تقریر کرنا۔ تو کمیونزم کے نزدیک ایک لغو کام ہے اور امیر شریعت فرماتے ہیں۔ کہ کمیونزم ایک عملی دعوت ہے۔ اور اس کے خلاف تقریر کی ضرورت ہی نہیں۔ پھر اس کے بعد کمیونزم کی اس طرح مدح سرائی فرماتے ہیں۔

"کمیونزم کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ عملی زندگی کا ایک شاہکار ہے"

خوب! یعنی جو نظام مذہب سے خارج ہوتا ہے۔ جس نظام کو مذہب سے مس تک نہیں ہوتا۔ اور جو مذہب کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ عملی زندگی کا ایک شاہکار بن جاتا ہے۔ حالانکہ عملی زندگی کا شاہکار تو وہی نظام کہلا سکتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہو۔ اور جو عالمگیر اصولوں کا حامل ہو۔ تو جہاں تک ایک مسلم قوم کے نزدیک کہنے کا تعلق ہے۔ تو وہ اسلام کو ہی عملی زندگی کے شاہکار کے طور پر پیش کرے گا نہ کہ کمیونزم کو۔ کیونکہ آج زندہ نظام ہمیں اسلام میں ہی مل سکتا ہے۔ مگر احراریوں کے امیر شریعت کہتے ہیں۔ کہ نا۔ اسلام کا ذکر ہی نہ کرو۔ عملی زندگی کا شاہکار تو کمیونزم ہے۔

اب اگر مولوی بخاری صاحب کو "امیر شریعت" کی بجائے "امیر اشتراکیت" کہہ دیا جائے۔ تو کیسا ہے؟ اس کے بعد مولوی صاحب اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"کمیونزم کی اسلام سے جنگ نہیں۔ بلکہ اس کی ٹکر امپیریلزم سے ہے۔ پس کفر کفر سے لڑتا ہے، اسلام سے اس کا کیا مقابلہ؟"

پہلے فقرے کے جواب میں میں کہہ چکا ہوں کہ کمیونزم تو ہر مذہب کو افیون سمجھتا ہے۔ اور اسے مٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ خواہ وہ مذہب عیسائیت ہو یا اسلام یہودیت ہو یا بدھ مت۔ اور دوسرا یہ کہ اسلام سے اس کا کیا مقابلہ کفر کفر سے لڑ رہا ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اسلام امن اور آشتی کا پیغام لے کر دنیا میں آیا ہے۔ تاکہ تمام دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ اگر دو قومیں یا دو جماعتیں آپس میں کسی وجہ سے لڑ رہی ہیں۔ تو اسلام انہیں امن کا پیغام دیتا ہے۔ اور انہیں نصیحت کرنے کے بعد صراط مستقیم پر لاتا ہے۔ یہ نہیں کہ دو قومیں لڑ رہی ہیں۔ تو اسلام تماشہ دیکھتا رہے۔ اور مولوی بخاری کی تو یہی مرضی ہے۔ بلکہ اسلام ان دونوں کو راہ راست پر گامزن کرنا چاہتا ہے اور ان کو اپنے مرکز پر لے آتا ہے۔ اور اس طرح کفر کفر سے لڑتا نہیں رہتا۔ بلکہ اسلام قبول کر کے آپس کی مخالفت کو مٹا دیتا ہے۔

اور پھر کہتے ہیں۔

"مقابلہ تو تب ہو۔ کہ اسلام کہیں موجود ہو ہمارا اسلام! (شاید آپ احراریوں کی ترجمانی کر رہے ہیں) ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ تو صریح کفر ہے اور ہمارے دل ایمان کی سمجھ سے عاری"

اگر اس سے بھی آزاد کی تقریر کی روانی اور جوش "خطابت" نہ کہہ دے۔ تو میں بصد ادب عرض کروں گا۔ کہ مولوی بخاری صاحب نے تو اسلام کو بالکل ملیامیٹ اور دنیا سے نیست و نابود ہی کر دیا۔ لیکن انہوں نے کسی حد تک اپنے ٹولہ کی ترجمانی بھی کی یعنی "ہم نے جو کچھ اسلام کے نام پر اختیار کر رکھا ہے۔ وہ تو صریح کفر ہے۔"

(یہاں لفظ صریح قابل غور ہے) فرماتے ہیں کہ احراریوں نے احمدیوں کی مخالفت اور تبلیغ اسلام کا جو ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ وہ بقول بخاری صاحب صریح کفر ہے۔ ورنہ دوسرے مسلمان تو اسلام کے متعلق یہ خیال نہیں رکھتے بلکہ وہ تو سمجھتے ہیں۔ کہ ابھی اسلام قائم ہے، ابھی اسلام زندہ ہے" ان کے دلوں میں ابھی ایمان کی ایک چنگاری سلگ رہی ہے۔ اور ہو سکتا ہے وہ چنگاری ایک دن نور کا شعلہ بن کر ابھرے اور تمام دنیا کو اپنی روشنی سے منور کر دے۔

اور پھر آخر میں بخاری صاحب فرماتے ہیں:۔

"گورنری سے لیکر گداگری تک کوئی بات مجھے نظر نہیں آتی جو اسلام ہو۔"

یعنی مولوی صاحب کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی طبقہ میں بھی اسلام کی رمق تک باقی نہیں ہے۔ اور خود مولوی صاحب بھی اس میں شامل ہیں۔ کیونکہ وہ اگر گورنر ہیں۔ تو بھی ان میں اسلام کی کوئی بو نہیں اگر گداگر ہیں۔ تو بقول ان کے پھر بھی کوئی اسلام کی بات نہیں۔ اور اگر درمیان والے طبقے میں ہیں۔ تب بھی اسلام کا کہیں پتہ نہیں۔ اور اس "گورنری سے لے کر گداگری" میں تمام احراری بھی شامل ہیں۔ جن میں بقول بخاری صاحب کوئی اسلام کی بات نظر نہیں آتی۔

یہ ہیں مسٹر بخاری صاحب احراریوں کے امیر شریعت کے کمیونزم کے متعلق تاثرات۔ اب آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس شخص کو تبلیغ اسلام سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ جو نظام اشتراکیت کو "عملی زندگی کا شاہکار" کہتا ہو۔ اور اس کے مقابل میں موجودہ مسلمانوں کے اسلام کو "صریح کفر" جیسے بڑے الفاظ سے پکارتا ہو۔

درخواست دُعا

ہم آٹھ بہن بھائیوں نے اس دفعہ میٹرک کا امتحان دیا ہے۔ احباب کرام سے التماس ہے۔ کہ ہماری کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں (رشید علی خان)

(۲) میرے ماموں مولوی فضل الدین صاحب ساکن ربوہ کئی دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔
(ملک محمد خان کنسٹیبل ریلوے پولیس وزیر آباد)

(۳) میرے بھتیجے عزیز سعید احمد کی بائیں پسلی پر قریباً ۱۲ ماہ سے پھوڑا ہے۔ بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور احباب جماعت درد دل سے دعا کریں (چوہدری محمد اسلم اسٹیشن ماسٹر شیرا سنگھ)

نتیجہ امتحان قرآن مجید و ذکر الٰہی

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے قرآن مجید کے تیسرے پارے نصف اول وکتاب ذکر الٰہی کا امتحان ۱۱ فروری بروز اتوار ۴ بجے شام نصرت گرلز سکول میں ہوا۔ جس میں ۲۵ ممبرات ربوہ سے اور ۳۸ ممبرات بیرونی لجنات سے شامل ہوئیں۔ اور ساری کی ساری کامیاب ہوئیں۔ (سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ)

ربوہ بلاک الف حلقہ ۳

(۱) زکیہ بیگم ۷۵/۱۰۰
(۲) نعیمہ خاتون ۸۱½
(۳) عطیہ اہلیہ قاضی عبدالوحید صاحب ۴۷
(۴) محمودہ شوکت ۶۸
(۵) سعیدہ بیگم اہلیہ مولوی غلام باری صاحب ۹۳
(۶) امۃ الحفیظ ۶۹
(۷) فاطمہ بیگم اہلیہ بابو نور احمد صاحب ۵۵
(۸) امۃ الرشید صاحبہ ۳۲
(۹) امۃ الکریم صاحبہ ۴۶
(۱۰) سعیدہ بیگم اہلیہ مولوی غلام احمد صاحب ۲۴

ربوہ بلاک "ب" حلقہ ۴

(۱۱) رشیدہ بنت ڈاکٹر غلام غوث صاحب ۵۴
(۱۲) عزیزہ بیگم " " " " ۱۴
(۱۳) غلام فاطمہ اہلیہ مولوی محمد احمد صاحب جلیل ۵۴
(۱۴) ام رشید ۸۶
(۱۵) صادقہ اہلیہ مولوی محمد شریف صاحب ۴۰
(۱۶) زینب اہلیہ چودھری عبدالواحد صاحب ۴۰
(۱۷) سکینہ سیفی اہلیہ نسیم سیفی صاحب ۴۸
(۱۸) فرخ خانم ۵۷
(۱۹) امۃ الرشید اہلیہ سید بشیر احمد صاحب ۶۴
(۲۰) بشیرہ بیگم ۵۰

بلاک ج حلقہ ۱

(۲۱) امۃ الحفیظ ۷۷
(۲۲) سلیمہ قدسیہ ۶۵
(۲۳) سلطانہ عزیز ۴۸
(۲۴) رشیدہ بنت عبدالرحمٰن ۳۷

دارالخواتین ربوہ

(۲۵) امۃ الحفیظ طاہرہ ۴۳

تہال ضلع گجرات

(۲۶) صفیہ نعیم النساء ۷۰

راولپنڈی

(۲۷) امۃ المجید بنت چودھری احمد جان صاحب ۷۵
(۲۸) منیرہ اشرف ۸۴
(۲۹) امۃ النصیر شاہدہ ۷۸
(۳۰) حمیدہ خانم ۸۱

چنیوٹ ضلع جھنگ

(۳۱) بشریٰ بیگم بنت شیخ فضل احمد صاحب ۶۷
(۳۲) حسینہ فرحت بنت مولوی ظل الرحمٰن صاحب ۵۱
(۳۳) صالحہ اختر بنت شیخ فضل احمد صاحب ۶۶

لائل پور

(۳۴) امۃ العزیز صاحبہ سکرٹری لجنہ ۹۳
(۳۵) زبیدہ بیگم اہلیہ شیخ محمد یوسف صاحب ۳۸
(۳۶) سعیدہ بیگم بنت شیخ عبدالقادر صاحب ۲۹
(۳۷) امۃ الرءوف صاحبہ ۴۷

ٹوبہ ٹیک سنگھ

(۳۸) سیدہ صدیقہ ۷۸
(۳۹) بشریٰ پروین ۸۳
(۴۰) محمودہ بیگم ۳۸

قلعہ صوبا سنگھ

(۴۱) فاطمہ بنت چودھری عبداللہ خاں صاحب ۹۲
(۴۲) حنیفہ بیگم ۸۱
(۴۳) سعیدہ بیگم ۵۳
(۴۴) امۃ الرشید ۴۷

ڈگری (سندھ)

(۴۵) سردار اختر ۴۴
(۴۶) رضیہ بیگم ۵۶
(۴۷) بیگم مرزا مبارک احمد صاحب ۹۴
(۴۸) منظورہ بیگم ۴۰
(۴۹) سرور ۸۳

کنری (سندھ)

(۵۰) خورشید زہرہ ۸۰

جیکب آباد (سندھ)

(۵۱) امۃ الحفیظ صاحبہ ۸۵

ملتان چھاؤنی

(۵۲) محمودہ بنت شیخ محمد عبداللطیف صاحب ۹۷
(۵۳) منورہ سلطانہ ۳۸
(۵۴) امۃ الحفیظ اختر ۴۸
(۵۵) سیدہ مبشرہ سلطانہ ۳۹
(۵۶) صفیہ خانم ۴۲

کیمل پور

(۵۷) عقیلہ بیگم ۳۸
(۵۸) زینب خاتون ۸۰

کوٹ رادھا کشن

(۵۹) فرحت جہاں ۸۴
(۶۰) مسرت جہاں ۷۵

چک ۸۶ گ ب

(۶۱) زہرہ سکینہ بنت صوبیدار کرم دین صاحب ۴۴

پاکستان کی مستحکم مالی حالت

پاکستان کے چوتھے بجٹ کی نمایاں خصوصیات

کراچی ۱۹ مارچ "پاکستان کی مالی حالت اور زیادہ مستحکم ہوگئی ہے۔ اور اب وہ اقتصادی عمرانی اور صنعتی ترقی کی راہ پر تیزی سے گامزن ہے۔ جس سے اس کے باشندوں کو خوشحالی نصیب ہوگی"

یہ ہیں وہ الفاظ جو مسٹر عبدالقادر سیکرٹری وزارت مالیات نے آج رات اپنی نشری تقریر کے دوران میں کہے۔ مسٹر عبدالقادر نے پاکستان کے چوتھے بجٹ کی نمایاں خصوصیات پر جن میں اقتصادی ترقی۔ عمرانی بہبودی۔ بحالی مہاجرین۔ اور دفاع کی سرگرمیاں بھی شامل ہیں۔ اظہار خیال کیا۔ موصوف کی تقریر حسب ذیل ہے:۔

آج آنریبل مسٹر غلام محمد نے اپنا چوتھا بجٹ پیش کیا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ سال رواں کے اختتام پر تقریباً ۲۹ کروڑ روپے کی بچت کی توقع ہے جبکہ بجٹ میں ۱۰ لاکھ روپے کی بچت کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ سال رواں میں تقریباً ½ ۱۲۳ کروڑ روپے کی آمدنی اور تقریباً ¼ ۹۴ کروڑ روپے کا خرچ ہوگا۔ آمدنی میں اضافہ کا خاص سبب بالعموم کسٹم میں اضافہ اور بالخصوص روئی کا محصول ہے۔

عمرانی بہبودی

تخمینہ کے مطابق آئندہ سال تقریباً ¼ ۱۱۷ کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔ آئندہ سال کے خرچ کا تخمینہ تقریباً ½ ۹۵ کروڑ روپے ہے۔ سال کے اختتام پر عام حالت میں ¾ ۲۰ کروڑ روپے کی بچت ہوگی۔ آئندہ سال کے لئے اہم مدوں کے تحت کثیر رقوم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ شہری نظم و نسق کے تحت تقریباً ۲۷ لاکھ روپے محکموں اور تعلیم کے لئے ہیں۔ کراچی میں ابتدائی اور ثانوی اسکولوں کی توسیع کے لئے ۴۰ کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم اور سرحدی علاقوں میں تعلیمی ترقی کے لئے ۵ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ حکومت نے پالی ٹیکنیک قائم کرنے کی اسکیم اصولاً منظور کرلی ہے۔ اور ابتدائی اور ثانوی اسکولوں کے معلموں کی تربیت کے لئے ادارے قائم کرنے کی ضرورت کو بھی تسلیم کرلیا ہے۔ کراچی میں ایک یونیورسٹی اور سائنس کالج کے قیام کے لئے تقریباً سات لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ سندھ میں ایک سائنس کالج قائم کرنے کے لئے ۱۰ لاکھ روپے کی منظوری دیدی گئی ہے۔ اور پشاور یونیورسٹی کے لئے ۱۰ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی جارہی ہے۔ جس میں سے ۲ لاکھ روپے اس سال اور ۷ لاکھ روپے آئندہ سال دیئے جائیں گے۔ فنی امداد کی مختلف اسکیموں پر خرچ کرنے کے لئے تقریباً ۱۵ لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ ۵ لاکھ روپے اردو کی ترقی اور مزید ۵ لاکھ روپے نرسوں اور طبی گریجوایٹوں کی تربیت کے لئے مہیا کئے گئے ہیں ۴۴ لاکھ روپے لیڈی ڈفرن ہاسپیٹل کراچی اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور کو امداد دینے کے لئے محفوظ کئے گئے ہیں۔ کربلائے معلیٰ میں ایک شفا خانہ کھولا جائے گا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے موجودہ شفاخانوں کی توسیع کی جائے گی۔ تقریباً ½ ۲۱ لاکھ روپے عمرانی بہبودی کی اسکیموں کے لئے کل پاکستان انجمن خواتین کو دیئے جائیں گے۔

کھیلوں کی انجمنوں کو امداد دینے کے لئے ایک لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ زراعتی ترقی کے لئے صوبوں کو پچاس لاکھ روپے۔ اور مرکزی روئی کمیٹی کو ۱۰ لاکھ روپے کی امداد دی جائے گی۔ سول اور دفاعی تحکموں میں عملہ کی بہبودی کے لئے دس دس لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ مرکزی حکومت صوبوں کی طرف سے رکھی ہوئی سرحدی پولیس کے ۷۰ فی صدی مصارف خود برداشت کرے گی۔ اس وقت اسے صرف ۳۰ فی صدی مصارف برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

دفاعی تدابیر کو مستحکم بنانا

آپ کو ملک کے دفاع کی اہمیت معلوم ہے۔ حکومت ابتدا ہی سے دفاعی سروسوں کے لئے وافر رقوم رکھتی رہی ہے۔ اس سال دفاعی مصارف کا تخمینہ آمدنی کے تحت ¾ ۷۰ کروڑ روپے اور سرمایہ کے تحت ½ ۱۳ کروڑ روپیہ ہے۔ اور آئندہ سال دفاعی مصارف آمدنی کے تحت ۷۲ کروڑ روپیہ اور سرمایہ کے تحت ¼ ۱۷ کروڑ روپیہ ہوجائیں گے۔

توقع ہے کہ ریلوں کی مد میں اس سال ½ ۲۱ کروڑ اور آئندہ سال تقریباً ۳ کروڑ کی بچت ہوگی۔ ریلوں کے مصارف سرمایہ اس سال دس کروڑ تک اور آئندہ سال ۱۵ کروڑ تک پہنچ سکیں گے۔

سکونتی جگہ

جگہ کی قلت خاص طور پر بڑے قصبوں میں ایک اہم مسئلہ بن گئی ہے۔ حکومت تعمیراتی کاموں پر کافی رقمیں خرچ کرتی رہی ہے۔ امید ہے کہ اس سال مکانات کی تعمیر میں ¼ ۴ کروڑ اور آئندہ سال تقریباً ½ ۳ کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ تجویز کیا گیا ہے کہ حجاز میں حاجیوں کے واسطے جگہ مہیا کرنے کے سلسلہ میں ۱۰ لاکھ روپیہ کی رقم صرف کی جائے۔

زراعتی ترقیاتی مالیاتی کارپوریشن کے سرمایہ میں حکومت کے حصہ کے حساب میں ایک کروڑ روپیہ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ حکومت کو آئندہ سال ضروری ذخیروں کی خرید کے سلسلے میں تقریباً ۱۸ کروڑ روپے صرف

(بقیہ صـ۷ کالم ۳ پر)

سوویٹ روس کی عائلی زندگی

(بقیہ صفحہ ۴)

اور جب کہیں عقل و فہم کوئی بات اخذ کرتے کرتے رک جائیں تو بجائے اس کے کہ وہ آسے علمی اسلامی انداز میں نرمی اور ملائمت کے ساتھ موجودہ حالات موجودہ ترقی یافتہ زمانہ اور زمانے کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے مطابق تاویل کر کے سمجھائیں وہ اسے کافر و ملحد و ملحد کہہ کر ہی اپنا کلیجہ ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اتمام حجت کر دی۔

۲۔ مقبولیت کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ گذشتہ سو سال میں دنیا کی آبادی میں بیش بہا اضافہ ہو رہا ہے بلکہ قریباً دوگنی ہو گئی ہے۔ اور چونکہ اس عرصے میں دنیا کے تمام ممالک (الا ماشاء اللہ) کے ارباب حل و عقد کی توجہ انسانی دکھوں کو دور کرنے کی بجائے انسانی ہلاکت کے اسباب ڈھونڈنے اور اس کے لئے اسلحہ تیار کرنے کی طرف لگی رہی ہے اس لئے فلاکت زدہ انسان بری طرح نظر انداز ہوئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب وہ واقعتہً یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان کی یہ حالت امیروں جاگیرداروں۔ کارخانہ داروں اور ساہوکاروں ہی کی عیش و الملات کے باعث ہوئی ہے۔

۳۔ تہذیب و تمدن کی بوقلمونیوں نے عیش و آرام کے اسباب میں اس قدر تنوع پیدا کر دیا ہے کہ قدم قدم پہ اس کے اظہار و نمائش کے مواقع موجود ہیں۔ جس سے عسرت و افلاس سے مجروح جذبات کا دل دکھتا ہے۔

۴۔ سرمایہ کے اظہار کے ذرائع دن بدن غیر محدود ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جس نے سرمایہ داری کو نفرت کی بجائے عداوت کے جذبات تک پیدا کر دئیے ہیں۔

۵۔ اور میرے نزدیک تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ ذہین لوگ جو ہر قسم کی قیود سے بالا ہو کر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہر اخلاقی پابندی کو توڑنا چاہتے ہیں اور اس غرض کے لئے صرف اشتراکی نظام ہی ان کے اشاروں کے مطابق کام دے سکتا ہے تاکہ اخلاقی قیود میں کسی مقام پر بھی ان کے آڑے نہ آ سکیں۔

ستم بالائے ستم

ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی اس وہم میں مبتلا ہیں کہ اشتراکیت کا تعلق صرف معاشی مسائل ہی سے ہے اور کہ ایک مسلمان ایک وقت میں اشتراکی بھی ہو سکتا ہے اور مسلمان بھی۔ حالانکہ اشتراکیت اپنے مزاج سرشت اور فطرت کے اعتبار سے لادین واقع ہوئی ہے اس کی فطرت میں انتہا اور غلو ہے جو انسانی معاشرے اور خدا شناس طبقہ کے لئے سخت مضرت رساں ہوتا ہے۔ میرے نزدیک تو اس غلط فہمی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ لوگ جو آجکل اپنے آپ کو اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ سمجھتے ہیں وہ نہ اشتراکیت کو بے نقاب کرتے ہیں اور نہ اسلام ہی کو اپنی اغراض سے بڑھ کر پیش کرتے ہیں اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر یہ کاروبار دراز ان ملت اسلام کے زریں اصولوں پہ ریاکاری کی دبیز تہیں چڑھا کر اسے صرف اپنی امارتوں ہی کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرتے رہے تو اشتراکیت کا یہ سرخ سیلاب بڑھتا رہے گا۔

اس میں کیا شک ہے کہ اسلام کمیونزم کی طرح دوغلی پالیسی کی آلائش سے پاک ہے۔ وہ سرمائے سے دشمنی نہیں رکھتا۔ لیکن وہ یہ ضرور چاہتا ہے کہ اس سے نیکی کی حدود کے اندر رہ کر فائدہ اٹھایا جائے۔ حرمت سود۔ سرمایہ داری پہ سب سے کاری ضرب ہے۔ اور یہ ضرب سرمایہ داری کے دل پہ سب سے پہلے اسلام نے لگائی۔ اسلام نے غلاموں کو آجکل کے آزاد انسانوں سے بھی بڑھ کر مقام عطا فرمایا۔ اسلام روس کی سی آہنی دیواروں کا قائل نہیں۔ اس کے ہاں ظاہر و باطن کی تمیز کے لئے قطعاً گنجائش نہیں۔ اسلامی خلیفہ کے ہاں نہ حاجب ہوتے تھے نہ دربان۔ اور اسلامی قانون تعزیرات میں ایک خلیفہ پہ بھی مقدمہ چل سکتا ہے بلکہ یہاں تک کہ اسلام کے خلیفہ کو اس کی غلطی پہ ایک بڑھیا بھی بڑھ کر ٹوک سکتی ہے۔ یہ اور اسی قسم کے ہزاروں زریں اصول اگر اجاگر کر دیئے جائیں تو کون ہے جو اشتراکیت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند کرے گا۔ لیکن افسوس کہ حامیان دین متین کو ابھی فتویٰ سازی سے فرصت نہیں۔

اسلامی نظام کی بنیاد تقویٰ پہ ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جس میں تقریباً تمام اچھائیاں اور نیکیاں آجاتی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ انسانیت کے دکھوں کی دوا روٹی نہیں تقویٰ ہے لیکن ایسا تقویٰ جو روٹی کی نفی نہیں کرتا۔ بلکہ اسلام کے نظام میں روٹی کو بھی ایک خاص مقام حاصل ہے وہ اشتراکیت کی طرح بھوک اور شہوت ہی کو ...

بقیہ صفحہ ۶

کرنے پڑیں۔ چٹاگانگ، سلہٹ اور جیسور میں ریڈیو سٹیشن بنیں گے اور کراچی میں بڑے طاقتور ٹرانسمیٹر مہیا کرنے کی بھی گنجائش رکھی جا رہی ہے۔ ڈھاکہ میں نیا براڈکاسٹنگ ہاؤس تعمیر کیا جائے گا۔

اقتصادی ترقی

ان سالوں کے دوران میں ترقی پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے۔ صنعتی ترقی کی مرکزی اسکیموں پر اس سال ۲۳ ۳/۴ کروڑ کی رقم اور آئندہ سال ۹ ۱/۲ کروڑ کا قرضہ اور آئندہ سال ۱۰ کروڑ کا قرضہ منظور کیا گیا ہے۔ چٹاگانگ اور چالنا کی بندرگاہوں کی ترقی کے لئے اس سال ۱ ۱/۴ اور آئندہ سال ۲ ۱/۲ کروڑ روپیہ صرف کیا جائے گا۔

ٹیکسوں میں مراعات

آئندہ سال کے بجٹ میں ٹیکس لگانے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ بلکہ دوسری جانب ٹیکسوں میں تخفیف کرنے کی تجویزیں کی گئی ہیں۔ میں ان مراعات کی خصوصیت کی کچھ وضاحت کروں گا۔

(۲) سیل ٹیکس ایکسر حلہ پر عائد کیا جائے گا۔ اور اس غرض سے ایک بل پیش کیا گیا ہے۔ سامان سرمایہ کی درآمد اور ضروری سازوسامان کے لئے جو فاضل پرزے درآمد کئے جائیں گے۔ ان پر کوئی سیل ٹیکس نہ عائد کیا جائے گا۔

(۳) سرمایہ کاری کی تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق سپر ٹیکس کی شرحیں کم کر دی جائیں گی۔ اور اب زیادہ سے زیادہ شرح نو آنہ کے بجائے ساڑھے سات آنہ ہو گی

۴۔ پانچ ہزار روپیہ تک اور دوسرے درجہ میں پانچ ہزار روپیہ سے دس ہزار روپیہ تک کی کم آمدنیوں کے لئے انکم ٹیکس میں کمی کر دی جائے گی۔ موجودہ فی روپیہ ایک آنہ کی شرح کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ شرح ۹ پائی فی روپیہ کر دی جائے گی۔ ۱۵۰۰۰ روپیہ تا ۲۰۰۰۰ روپیہ کے لئے شرح ۵ آنے سے گھٹا کر ۴ ۱/۲ آنہ کر دی جائے گی۔

سمندر پار کے خریداران الفضل

کی خدمت میں گذارش ہے کہ مہربانی فرما کر اپنے ذمہ کا بقایا کم از کم ایک سال کیلئے قیمت اخبار پیشگی تیس ۳۰ روپیہ (پاکستانی) سالانہ کے حساب سے اپنی پہلی فرصت میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

بعض احباب نے اس پر توجہ فرمائی ہے۔ لیکن بعض کو اس پر توجہ فرمانے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ اب اس طرف فوری توجہ فرمائیں۔ تاکہ اخبار ارسال خدمت ہو سکے۔ (مینیجر)

جماعت احمدیہ کی تیسویں مجلس مشاورت

(بقیہ صفحہ ۲)

جماعت کے اہل علم طبقہ کو بالعموم اور پروفیسر صاحبان و علماء سلسلہ کو بالخصوص تالیف و تصنیف سے متعلق اس سکیم پر عمل پیرا ہونے کی ایک بار پھر تلقین فرمائی۔ جو حضور نے ۱۹۴۹ء کے سالانہ جلسہ منعقدہ ربوہ میں نہایت تفصیل سے بیان کی تھی۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے میں اب تک جو غفلت برتی گئی ہے۔ اس پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ جب تک جماعت اس طرف توجہ نہیں کرے گی۔ اس وقت تک حقیقی اسلام سے متعلق احمدیت کی تعلیم عام نہ ہوگی۔ اور لوگوں تک نہ پہنچ سکے گی۔

نئے رجحانات کا جائزہ

تالیف و تصنیف کے سلسلے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان جدید رجحانات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تاثرات کا بھی تفصیل سے ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ ہمیں لکیر کا فقیر نہ بننا چاہیئے۔ نئے حالات اور نئے ماحول کے زیر اثر جو جدید رجحانات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے رسالے اور نئی کتابیں لکھنے سے خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو سکے گا۔ اس ضمن میں حضور نے بعض جدید رجحانات اور لوگوں کے تاثرات کا ذکر کرنے کے بعد مزید فرمایا۔

جب تک ان رجحانات کا ازالہ نہیں کیا جائیگا۔ لوگ حقیقی اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ پہلے احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے ذہنی مناسبت پیدا کرنی ضروری ہے۔ اس کے بغیر عقائد کی پرانی بحث کارگر ثابت نہ ہو سکے گی۔ حضور نے احباب جماعت کو "الفضل" اور دیگر علمی رسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے مضامین کی شکل میں اپنے خیالات کو عام کرنے کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی۔

بعدہٗ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکرم جناب میاں محمد یوسف صاحب پرائیویٹ سکرٹری نے سال رواں کے بجٹ میں -/۵۲۵۳۳ روپے کے اضافہ جات کے متعلق رپورٹ پیش فرمائی۔ جس کے بعد اجلاس نماز ظہر کے لئے ۳ بجے سہ پہر تک ملتوی کر دیا گیا۔ (باقی)

بقیہ صفحہ ۳ لیڈر

صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جس طرح عیسائی یا بعض مسلمان کہتے ہیں کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے احمدی نہیں رہ سکتا۔ احمدیت کے نزدیک ایسا عقیدہ سراسر خلاف اسلام عقیدہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ احمدیت ایسے عقیدہ کی بیخ و بن اکھاڑنے کے لئے ہی معرض وجود میں آئی ہے کیونکہ اس عقیدہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بھی اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اسی لئے مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "عیسیٰ کو مرنے دو تا کہ اسلام زندہ ہو" اگر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ آمد کا عقیدہ اسلام کے لئے فتنہ عظیم ہے۔ تو عیسائیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا عقیدہ بھی اسلام کے لئے فتنہ عظیم ہے۔ غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ یہ عقیدہ ہی فتنہ عظیم ہے کسی شخصیت کی خصوصیت نہیں۔ قرآن کریم کی یہی تعلیم ہے کہ جو انسان اس زمین پر پیدا ہوتا ہے اسی زمین پر ضرور مر جاتا ہے اور جو مر جاتا ہے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ یہ تقدیر الٰہی ہے سنت اللہ ہے ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا

باقی رہا شعر تو یہ شاعر کا اپنا خیال ہے جو قطعاً احمدیت کا عقیدہ نہیں ہے۔ ہم احمدی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ سے بڑا انسان نہ اب تک دنیا میں پیدا ہوا ہے اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ع

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ہمارا اعتقاد ہے کہ آپ وفات پا گئے ہیں آپ بنفس نفیس دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائینگے لیکن اسکے باوجود ہم کہتے ہیں کہ آپ زندہ رسول ہیں اب صرف آپ کی نبوت کا فیض ہی قیامت تک جاری رہے گا۔

اللھم صلی علی محمد وعلیٰ ال محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

زنّاٹے کا چپت

ہم مندرجہ بالا سرخی کے لئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ دراصل یہ مودودی صاحب کے تشددی اسلام کی پیداوار ہے۔ جیسا کہ ابھی معلوم ہو جائے گا۔

سہ روزہ "کوثر" مودودی صاحب کے ترجمان میں ایک ادارتی نوٹ میں مدیر محترم رستمانہ صالحیت کے انداز میں فرماتے ہیں:۔

گورنر جنرل نے گورنر پنجاب کی سفارش پر ایک قانون کے نفاذ کی اجازت دی ہے۔ جس کی رو سے پنجاب کے مسلمانوں پر اب رواج کی بجائے قانون شریعت کا نفاذ ہوگا۔ اس قانون کے مطابق مسلمانوں کے شخصی معاملات نکاح، طلاق، وراثت، اوقاف ہبہ اور تولیت وغیرہ کے امور شریعت اسلامی کے مطابق طے پائیںگے۔ . . . . اس ضابطے کے نفاذ سے ان لوگوں کے منہ پر زنّاٹے کا چپت لگے گا۔ جو اسلامی حکومت کا نام سنتے ہی اس قسم کے غیر متعلق اور لایعنی سوالات چھیڑ دیا کرتے ہیں کہ صاحب آخر کونسے شرعی قوانین نافذ ہوں گے۔ فقہ حنفی کے یا اہل حدیث کے شیعوں کے یا دیوبندیوں کے۔

"کوثر" کی ہی صالحانہ لغت میں عرض ہے۔ کہ یہ زنّاٹے کا چپت ان کے منہ پر لگے گا۔ جو دن رات یہ نعرہ لگاتے رہتے ہیں کہ موجودہ حکومت اسلامی قانون کا نفاذ نہیں کر سکتی اور یا پھر معاف رکھنا ان کے منہ پر جن کا زمان ہے کہ یہاں کا قانون اکثریت کی فقہ کے مطابق بنے گا۔ اور یا ان کے منہ پر جنہوں نے "مسلمہ اسلامی فرقوں" اور "غیر مسلمہ اسلامی فرقوں" کی اصطلاحیں ایجاد کی ہیں۔

درخواستہائے دعا

:۔ میری اہلیہ دو ماہ سے بوجہ بخار بیمار چلی آرہی ہے۔ اب قدرے افاقہ ہے احباب کاملہ عاجلہ صحت کیلئے دعا فرمائیں (ڈاکٹر محمد ابراہیم)

(۲) برادرم عبدالحمید صاحب سب پوسٹماسٹر لاد جھری کیمپ راولپنڈی آجکل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں احباب ان کے لئے دعا فرمائیں خورشید احمد

(۳) میری بچی بیمار ہے۔ تمام احباب جماعت سے اسکی کامل صحت کے لئے درخواست دعا ہے (عبدالرحمٰن شمیم لاہور)

احباب سے دردمندانہ درخواست دعاء

(از مکرم نواب محمد عبداللہ خانصاحب رتن باغ لاہور)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میری لڑکی عزیزہ قدسیہ بیگم کا نکاح عزیزم مرزا مجید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ۲۸ دسمبر ۵۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بمقام ربوہ پڑھا تھا۔ اب یکم اپریل ۵۱ء کو عزیزہ کی تقریب رخصتانہ ہے۔ میری تمام جماعت سے اور خصوصاً صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان اور ان احباب سے جو مجھ سے محبت کا تعلق رکھتے ہیں دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ ان ایام میں خاص طور پر اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس تعلق کو اس مقصد کو پورا کرنے والا بنائے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لمبی لمبی دعائیں فرمائی ہیں۔ ان کے اعمال۔ ان کے جذبات اور ان کے احساسات اس قسم کے ہو کر رہ جائیں کہ وہ ہر طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رنگ میں رنگین نظر آئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو ملا دے اور ان کو اپنی عنایتوں کا مصدر بنائے۔ یہ دین و دنیا کی فلاح حاصل کریں اور مولا کریم کے آستانہ پہ ہر آن جھکے رہیں۔ آمین۔

خاکسار محمد عبداللہ خان ۲۰/۳/۵۱

دعائے مغفرت

مورخہ ۱۲ مارچ ۵۱ء بروز بدھ ۹ بجے صبح انوری بیگم دختر ماسٹر عطا محمد صاحب احمدی قصور جو کہ جماعت چہارم کا امتحان دے رہی تھی سکول کی دیوار گرنے کی وجہ سے چودہ ہم جماعتوں کے شہید ہوگئی ہے۔ عزیزہ بڑی سعید اور ہونہار تھی۔ احباب عزیزہ کے بلندئ درجات اور والدین کے لئے صبر کی دعا فرمائیں۔

نور احمد قریشی سیکرٹری مال قصور جماعت احمدیہ

(۲) بندہ کے والد ملک محمد یار صاحب ۲/۲۸/۵۱ کو چک ۴۳ شمالی سرگودھا میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ پر صرف پانچ سات احمدی شامل ہو سکے تھے۔ لہٰذا درخواست ہے کہ احباب جماعت ہائے احمدیہ نماز جنازہ غائب ادا فرمائیں۔ ملک غلام محمد چک ۱۲۳ سرگودھا

(۳) جماعت کے نہایت مخلص بزرگ سیٹھ اسمٰعیل موسیٰ صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ بزرگان سلسلہ دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ محمد حسین ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر سکولز